ماہنامہ

علمیت

لاہور

ستمبر 2025ء

پروفیسر ڈاکٹر طارق بنوری
سابق چیئرمین ایچ ای سی

پروفیسر ڈاکٹر مختار احمد
سابق چیئرمین ایچ ای سی

لیفٹیننٹ جنرل (ر) خالد مقبول
سابق گورنر پنجاب

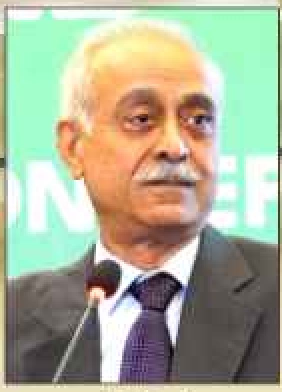

پروفیسر ڈاکٹر اقرار احمد
چیئرمین پی ایچ ای سی

ندیم محبوب
وفاقی سیکرٹری تعلیم

پنجاب ہائر ایجوکیشن کمیشن کے زیرِ اہتمام وائس چانسلرز کانفرنس 2025

پنجاب ہائر ایجوکیشن کمیشن کے زیرِ اہتمام وائس چانسلرز کانفرنس 2025 کی تصویری جھلکیاں

پاکستان میں تعلیمی دنیا کا ترجمان
Monthly ILMIAT Lahore
ماہنامہ علمیت لاہور
جلد نمبر 7 | شمارہ نمبر 09 | ستمبر 2025ء

Monthlyilmiat@gmail.com | www.ilmiatonline.com | facebook.com/ilmiat

چیف ایڈیٹر: ڈاکٹر رفاقت علی اکبر

ایڈیٹر: احمد علی عتیق

ڈپٹی ایڈیٹر: پروفیسر محمد شریف

مجلس ادارات

- میاں عمران مسعود
- عباس تابش
- محمد اقبال چاند
- مرزا کاشف
- چوہدری افتخار احمد

قانونی مشیر: مقصود ملک ایڈووکیٹ، لاہور ہائی کورٹ

نمائندگان

- محمد زین العابدین... میانوالی
- مزمل شبیر... بہاولپور
- مظفر اقبال... لودھراں

گرافکس ڈیزائنر: محمد سعید یعقوب

فہرست مضامین

اداریہ	05
حالیہ میٹرک امتحانات: کامیابی اور ناکامی کے اسباب اور مستقبل کے امکانات	06
پنجاب ہائر ایجوکیشن کمیشن کے زیر اہتمام وائس چانسلرز کانفرنس	07
اقبال اوپن یونیورسٹی پاکستان کا تعلیمی	11
پاکستان میں تعلیم کو درپیش چیلنجز اور حل	13
قائداعظم کے تعلیمی افکار اور موجودہ نظام تعلیم	14

ضرورت نامہ نگاران

تعلیمی میگزین ماہنامہ ''علمیت'' لاہور کیلئے پاکستان بھر کے تمام تحصیل و ضلعی مراکز سے نامہ نگاران کی ضرورت ہے۔ مکمل کوائف کے ساتھ رابطہ کریں۔ احمد علی، مینجنگ ایڈیٹر،
واٹس ایپ نمبر: 0333 4969330
ای میل: monthlyilmiat@gmail.com

برائے رابطہ: عبداللہ سینٹر، فلیٹ نمبر 04، اعوان ٹاؤن، لاہور
0333-4969330
0300-8878410

قیمت فی شمارہ: -/200
زرتعاون سالانہ: -/2000

احمد علی پبلشرز نے پرنٹرز انتخاب جدید پریس سے چھپوا کر 56 لارکس کالونی گرڈ سٹیشن ایکسٹینشن II مغلپورہ روڈ گڑھی شاہو لاہور سے شائع کیا

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ① خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ②

پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ ① جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ ②

اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ③ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ④ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ⑤

تو پڑھتا رہ تیرا رب بڑے کرم والا ہے۔ ③ جس نے قلم کے ذریعے (علم) سکھایا۔ ④ جس نے انسان کو وہ سکھایا جسے وہ نہیں جانتا تھا۔ ⑤

(سُوْرَۃُ العَلَق آیات ۱ تا ۵)

حدیث رسول اللہ ﷺ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَن سلَكَ طريقًا يلتَمِسُ فيهِ علمًا ، سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ طريقًا إلى الجنَّةِ ،
جو شخص علم کی جستجو میں کسی راہ کا مسافر ہوا، اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کی راہ آسان کر دیتے ہیں۔

ہے وہی تیرے زمانے کا امامِ برحق
جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے
دے کے احساسِ زیاں تیرا لہو گرما دے
فقر کی سان چڑھا کر تجھے تلوار کرے

علامہ محمد اقبالؒ

ہمیں اپنی تعلیم کی پالیسی اور پروگرام کو اپنی عوام کے لیے موزوں، اپنی تاریخ وثقافت سے ہم آہنگ اور جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنا ہے۔

(قائداعظم 27 نومبر 1947 پہلی تعلیمی کانفرنس)

مسلمان کیلئے سب سے بڑا خطرہ اگر کوئی ہے تو یہی کہ وہ خود اسلام کی تعلیم سے ناواقف ہو، خود یہ نہ جانتا ہو کہ قرآن کیا سکھاتا ہے اور حضرت محمد ﷺ کیا ہدایت دے گئے ہیں۔ اس جہالت کی وجہ سے وہ خود بھی بھٹک سکتا ہے اور دوسرے دجال بھی اس کو بھٹکا سکتے ہیں۔

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

فروغ علم اور تعلیمی سرگرمیوں سے آگاہی کے لئے ماہنامہ علمیت لاہور کے خریدار بنیں

اداریہ

پاکستانی جامعات اور عالمی رینکنگ

کیو ایس رینکنگ جو دنیا کی یونیورسٹیوں کی رینکنگ یا درجہ بندی کرتا ہے۔ اس کی ایک رپورٹ کے مطابق دنیا کی ٹاپ 350 جامعات کی فہرست میں کہیں بھی پاکستان کی یونیورسٹیاں نظر نہیں آتیں۔ یہ ایک سنجیدہ اور سنگین مسئلہ ہے کہ کسی قوم کا تعلیمی نظام اس حد تک کمزور ہو سکتا ہے کہ 21 ویں صدی علم کی ترقی ہے۔ جہاں قوموں کی ترقی کا دارومدار ریسرچ کے فروغ میں ہے۔ مگر بدقسمتی سے ہم اب بھی فرسودہ نظام تعلیم میں پھنسے ہوئے ہیں۔ آج ایجادات اور دریافت کی دنیا ہے، ہم آزادی کے 78 سال بعد بھی تعلیم میں اپنی ترجیحات کا تعین نہیں کر سکے۔

دنیا کی ترقی یافتہ اقوام تعلیم کے لیے چار سے آٹھ فیصد تک مختص کرتی ہیں۔ مگر ہم ابھی تک 1.7 پر پھنسے ہوئے ہیں۔ پاکستان میں 274 جامعات ہیں 161 سرکاری اور 113 نجی یونیورسٹیاں تعلیم کے فروغ کے لئے کام کر رہی ہیں۔ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ اور طالبات کی تعداد 36 لاکھ سے زائد ہو چکی ہے۔ اساتذہ کی تعداد ایک لاکھ چالیس ہزار کے قریب ہے۔ 2002 سے طلبہ کی تعداد کافی بڑھی ہے۔ جو خوش آئند ہے۔ ایجوکیشن سکالرشپ میں بھی اضافہ کیا گیا ہے اور کثیر تعداد میں طلبہ بیرون ملک بھی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کی تعلیم میں کافی بہتری آئی ہے۔ آن لائن تعلیم، ڈیجیٹل تدریس، ایل ایم ایس اور ورچول یونیورسٹیز میں اضافہ ہوا ہے۔ تحقیقاتی مضامین میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ 2023 کی ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان کی یونیورسٹیوں میں سالانہ 20 ہزار تحقیقی مقالہ جات شائع ہوتے ہیں۔ مگر صرف 10 فیصد بین الاقوامی جرنلز میں شائع ہوتے ہیں۔ ان میں بھی کاپی شدہ مواد ہوتا ہے۔ طلبہ کے لیے سب سے بڑا مسئلہ ناقص طریقہ تدریس اور ریسرچ کی رہنمائی میں کمی ہے۔ ہمارے ہاں ماہرین تدریسی اوقات کی تو تکمیل کرتے ہیں۔ لیکن تحقیق کا عالمی معیار قائم نہیں کر پائے۔ ہماری جامعات انتظامی اور مالی بحران کا شکار ہیں۔ بجٹ میں کمی اور کٹ ایک سنگین مسئلہ ہے۔ حکومتی تحقیقی سرگرمیوں کے لیے کوئی بجٹ جاری نہیں کرتی۔ طلبہ کی فیسوں میں اضافہ کیا جا رہا ہے سفارش کلچر اور سیاسی وابستگی سے ہم باہر نہیں نکل سکے۔ ہم اپنے ہم اپنے نصاب کو بیرونی یونیورسٹیوں سے اہم آہنگ نہیں کر سکے نہ کوئی یونیورسٹیوں سے مشترکہ روابط قائم کر سکیں ہیں۔ یونیورسٹیوں کو انڈسٹری سے لنک نہیں کیا گیا۔ ہم سے ملائشیا کی یونیورسٹیاں بہت آگے ہیں۔ حتیٰ کہ ایران کی دو یونیورسٹیاں عالمی رینکنگ میں شامل ہیں۔ عالمی رینکنگ میں نہ آنا ہمارے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ ہمیں تعلیمی اصلاحات کی ضرورت ہے، اس کے لئے ضروری ہے کہ بجٹ کو بڑھایا جائے۔ اساتذہ کی تربیت کی جائے اور ریسرچ کے فروغ کے لیے سرمایہ کاری کی جائے اور ریسرچ کیلئے ایک جدید تعلیمی خاکہ تشکیل دیا جائے۔ ایچ ای سی کو فعال کیا جائے، طلبہ کی تیاری جاب مارکیٹ کے مطابق کی جائے۔ جامعات میں سیاسی مداخلت نہ ہو، وائس چانسلرز کی تقرری میرٹ پر کی جائے، اس پوسٹ پر محکمہ سے ماہرین لیے جائیں۔ کسی سی ایس پی افسر کو وائس چانسلر نہ بنایا جائے۔ جیسے سندھ میں سی ایس پی افسران کی بطور چانسلر کے تعیناتی کے لیے قانون بھی بن چکا ہے۔ یونیورسٹی سینڈیکیٹ، بورڈ آف گورنرز کا تقرر بھی معیار کے مطابق کیا جائے۔ اساتذہ کے لیے مراعات کا اعلان کیا جائے۔ پرموشن بورڈ کے اجلاس باقاعدگی سے بلوائے جائیں۔ نجی جامعات کو آئے دن فیسوں کے اضافے سے روکا جائے۔ جامعات میں اخلاقی بحران پیدا ہو چکا ہے۔ تعلیم و تحقیق کی طرف طلبہ کی توجہ دلائی جائے۔ پاکستان کی ترقی کے لیے شعبہ تعلیم کو درپیش مسائل حل کیے کیے جائیں۔

پروفیسر ڈاکٹر رفاقت علی اکبر

حالیہ میٹرک امتحانات: کامیابی اور ناکامی کے اسباب اور مستقبل کے امکانات

نبیلہ حنیف

تعلیم وہ چراغ ہے جو اندھیروں کو روشنی میں بدل دیتا ہے۔ امتحان محض نمبر حاصل کرنے کا نام نہیں بلکہ یہ زندگی کے اگلے سفر کی سمت متعین کرتا ہے۔ خصوصاً میٹرک کا امتحان ایک ایسا سنگ میل ہے جو طلبہ کے لیے مستقبل کے دروازے کھولتا ہے۔ حالیہ میٹرک امتحانات میں جہاں کچھ طلبہ نے اپنی محنت اور لگن کے باعث شاندار کامیابیاں حاصل کیں، وہیں کئی بچے ناکامی کا شکار بھی ہوئے۔ یہ مضمون انہی دونوں پہلوؤں پر روشنی ڈالتا ہے۔

کامیابی حادثہ نہیں، یہ محنت، عزم اور قربانی کا پھل ہے۔

حصہ اول: کامیاب طلبہ کی کامیابی کے اسباب

کامیاب طلبہ کا مطالعہ کرنے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ ان کی کامیابی کے پیچھے کچھ بنیادی عوامل ہیں:

1: محنت اور لگن

کامیاب بچے جانتے ہیں کہ بغیر محنت کے کامیابی کا خواب ادھورا ہے۔ انہوں نے روزانہ باقاعدہ مطالعہ کیا، اپنے مضامین پر گرفت مضبوط کی اور بار بار دہرانے کی عادت ڈالی۔

2: وقت کی پابندی

انہوں نے وقت کو قیمتی خزانہ سمجھا۔ سوشل میڈیا اور غیر ضروری سرگرمیوں سے بچ کر اپنی پڑھائی کو اولین ترجیح دی۔

3: مستقل مزاجی

مشکل مضامین اور پرچے بھی ان کے حوصلے کو پست نہ کر سکے۔ بار بار ناکام سوالات حل کر کے وہ آخر کار کامیاب ہوئے۔

4: اساتذہ کی رہنمائی

اساتذہ کی نصیحتیں اور رہنمائی ان کے لیے روشنی کا مینار ثابت ہوئیں۔ انہوں نے سوال کرنے میں جھجک محسوس نہ کی اور ہر مرحلے پر استاد کا سہارا لیا۔

5: والدین کی دعائیں

کامیاب بچوں نے اپنے والدین کی دعاؤں کو سب سے بڑی طاقت سمجھا۔ گھر کے سکون اور والدین کے اعتماد نے ان کا حوصلہ دوچند کر دیا۔

6: مثبت ماحول

اچھے دوست اور مثبت ماحول نے بھی کامیاب بچوں کو آگے بڑھنے میں مدد دی۔ انہوں نے انہی دوستوں کو چنا جو پڑھائی میں سنجیدہ تھے۔

حصہ دوم: ناکام طلبہ کی ناکامی کے اسباب

ناکامی دراصل ایک پیغام ہے کہ کہیں نہ کہیں کوئی کمی رہ گئی ہے۔ حالیہ ناکام طلبہ کے تجربے سے درج ذیل وجوہات سامنے آتی ہیں:

1: وقت کا ضیاع

موبائل فون، گیمز اور سوشل میڈیا نے ان کے قیمتی وقت کو نگل لیا۔ پڑھائی کو انہوں نے امتحان کے آخری دنوں پر چھوڑ دیا۔

2: پڑھائی میں عدم توجہ

کئی طلبہ کمرۂ جماعت میں موجود تو رہے لیکن ذہنی طور پر غیر حاضر رہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بنیادی تصورات ہی کمزور رہ گئے۔

3: بنیادی کمزوریاں

ریاضی، سائنس اور انگریزی جیسے مضامین میں ابتدائی سطح پر رہ جانے والے خلا پورے نہ ہوئے اور یہ بوجھ بڑھتا چلا گیا۔

4: محنت نہ کرنا

کچھ طلبہ نے یہ سوچ لیا کہ بغیر محنت کے بھی کامیاب ہو جائیں گے۔ آخری دنوں کی جلدی بازتیاری ناکامی کا سبب بنی۔

5: خود اعتمادی کی کمی

امتحان کے دن دباؤ اور گھبراہٹ نے ان کی تیاری کو دبا دیا۔ جو کچھ یاد تھا وہ بھی ذہن سے نکل گیا۔

حصہ سوم: ناکام طلبہ کو بہتر بنانے کی حکمت عملی

ناکامی کسی انجام کا نام نہیں بلکہ کامیابی کی طرف ایک نیا قدم ہے۔ ناکام بچوں کو بہتر بنانے کے لیے چند اقدامات ناگزیر ہیں:

1: چھوٹے اہداف مقرر کرنا

روزانہ ایک باب، یا دو گھنٹے کا مطالعہ۔ چھوٹے چھوٹے اہداف انہیں آہستہ آہستہ بڑے کامیاب راستوں پر لے آئیں گے۔

2: اضافی کلاسز یا ٹیوٹر

کمزور مضامین کے لیے اضافی کلاسز یا ٹیوٹر کا انتظام کیا جائے تاکہ بنیادی خلا کو پورا کیا جا سکے۔

3: والدین کی نگرانی

والدین کو چاہیے کہ وہ صرف ڈانٹنے کے بجائے بچوں کی نگرانی کریں، وقت کی پابندی پر زور دیں اور ان کے ساتھ دوستانہ ماحول بنائیں۔

4: وقت کی منصوبہ بندی

ٹائم ٹیبل کے مطابق چلنا ضروری ہے۔ مطالعہ، کھیل، آرام سب کو متوازن رکھ کر کامیابی آسان بنائی جا سکتی ہے۔

5: مطالعے کا درست طریقہ

یاد کرنے کے بجائے سمجھنے کی عادت پیدا کی جائے۔ گروپ اسٹڈی اور عملی مشق اس میں بہت مددگار ثابت ہو سکتی ہے۔

حصہ چہارم: مستقبل میں طلبہ کو بوسٹ کرنے کے طریقے

کامیاب اور ناکام دونوں طلبہ کے لیے مستقبل کو روشن بنانے کے اقدامات درج ذیل ہیں:

1: انعامات اور حوصلہ افزائی

کامیاب طلبہ کو انعامات دیے جائیں جبکہ ناکام بچوں کی چھوٹی کامیابیوں پر بھی شاباش دی جائے تاکہ ان کا اعتماد بحال ہو۔

2: کامیاب طلبہ کی مثالیں

ناکام بچوں کو کامیاب دوستوں یا سینئرز سے ملایا جائے تاکہ وہ سمجھ سکیں کہ محنت اور قربانی کا راستہ کس طرح منزل تک پہنچاتا ہے۔

3: ذہنی دباؤ کم کرنا

امتحان کو خوف کی بجائے ایک موقع سمجھا جائے۔ بچوں پر دباؤ کم کیا جائے تاکہ وہ بہتر تیاری کر سکیں۔

4: گروپ اسٹڈی اور ماڈل ٹیسٹ

اکٹھے بیٹھ کر مطالعہ کرنے اور پریکٹس پیپرز حل کرنے سے ان کا اعتماد بڑھے گا اور کمزوریاں سامنے آئیں گی۔

5: مثبت سوچ اور خود اعتمادی

اساتذہ اور والدین کا سب سے اہم فرض یہ ہے کہ وہ بچوں کو یہ یقین دلائیں۔

تم کامیاب ہو سکتے ہو، بس ہمت اور محنت شرط ہے۔

کامیاب اور ناکام طلبہ میں فرق صرف محنت، وقت کی قدر اور مثبت سوچ کا ہے۔ کامیاب طلبہ نے اپنے مستقبل کو روشن کیا ہے، جبکہ ناکام طلبہ کو ابھی ایک نئے موقع کی ضرورت ہے۔ اگر ان کی حوصلہ افزائی کی جائے، رہنمائی دی جائے اور انہیں صحیح سمت دکھائی جائے تو یہی بچے کل کو کامیاب طلبہ کی صف میں کھڑے ہوں گے۔

''ناکامی انجام نہیں، بلکہ کامیابی کی سیڑھی''

احمد علی: ایڈیٹر علمیت

پنجاب ہائر ایجوکیشن کمیشن (PHEC) نے "برگد" کے تعاون سے 30 اگست 2025 کو لاہور کے تاریخی فلیٹیز ہوٹل میں وائس چانسلرز کانفرنس 2025 کا انعقاد کیا۔ یہ کانفرنس پاکستان میں اعلیٰ تعلیم کے مستقبل اور اس کے نظام میں اصلاحات کے حوالے سے ایک اہم اور جامع مکالمہ ثابت ہوئی۔ اس موقع پر پاکستان اور بیرون ملک سے آنے والے معزز وائس چانسلرز، پالیسی سازوں، ماہرینِ تعلیم اور تحقیقی رہنماؤں نے بھرپور شرکت کی اور اعلیٰ تعلیم کے ارتقاء، چیلنجز اور مواقع پر گہری بحث کی۔ موضوع اور بنیادی مقاصدکان فرنس کا مرکزی موضوع "اکیڈمک ایکسی لینس، کوالٹی درپیش چیلنجز اور ان کے حل پر روشنی ڈالی۔ مشہور صنعتکار سید بابر علی نے ایک خصوصی ڈنر ڈسکشن کی میزبانی کی، جس نے شرکاء کو غیر رسمی ماحول میں تعاون اور مکالمے کے مزید مواقع فراہم کیے۔ یہ اجلاس ایک منفرد پلیٹ فارم ثابت ہوا جہاں اعلیٰ تعلیم میں پالیسی سازی اور اصلاحات کے حوالے سے نئے افکار کو فروغ ملا۔ پی ایچ ای سی کے چیف آپریٹنگ آفیسر، ڈاکٹر منصور احمد بلوچ، اور ان کی ٹیم نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور ایک جامع ماحول فراہم کیا جہاں مختلف شعبہ جات کے تعلیمی قائدین نے عالمی بہترین طرزِ عمل، ادارہ جاتی حکمرانی، کوالٹی ایشورنس کے طریقہ کار اور جامعات کے سماجی و معاشی سائنس اینڈ ٹیکنالوجی (NUST) پروفیسر ڈاکٹر کوثر عبداللہ ملک، ایچ ای سی ڈسٹنگوشڈ نیشنل پروفیسر اور ڈین پوسٹ گریجویٹ اسٹڈیز، ایف سی کالج یونیورسٹی لاہور ڈاکٹر اعتزاز اے۔ فاروق، پروفیسر و ایسوسی ایٹ ڈین، اسکول آف کلائمیٹ چینج اینڈ ایڈاپٹیشن، یونیورسٹی آف پرنس ایڈورڈ آئی لینڈ (UPEI)، کینیڈا پروفیسر ڈاکٹر عظمیٰ قریشی، وائس چانسلر، لاہور کالج فار ویمن یونیورسٹی سیشن کی نظامت ڈاکٹر اطہر اسامہ نے کی، جو پلاننگ کمیشن آف پاکستان کے سابق رکن برائے سائنس و ٹیکنالوجی اور آئی سی ٹی رہ چکے ہیں اور INNO Ventures Global کے بانی و سی ای او ہیں۔ اس

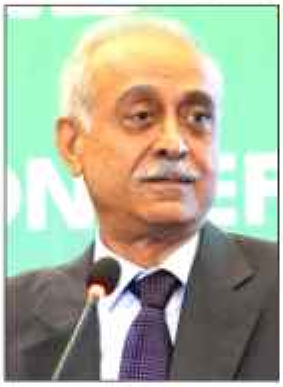

ایشورنس، تحقیق، مالیاتی پائیداری اور اچھی طرزِ حکمرانی" تھا۔ اجلاس میں مستقبل کی سمت متعین کرنے کے لیے پانچ اسٹریٹجک ستونوں پر گفتگو کی گئی: تدریس میں معیار اور تحقیق و اختراع کا فروغ ادارہ جاتی معیار اور شفافیت میں اضافہ حکمرانی، مالی پائیداری اور ڈیجیٹل ٹرانسفارمیشن سماجی شمولیت، معاشرتی اثرات اور کمیونٹی انگیجمنٹ قیادت اور علمی انسانی وسائل کی ترقی یہ موضوعات نہ صرف موجودہ نظام کی خامیوں کو دور کرنے کے لیے تجویز کیے گئے بلکہ ان کا مقصد جامعات کو عالمی معیار پر استوار کرنا اور ملک کو تعلیمی میدان میں ترقی یافتہ اقوام کی صف میں شامل کرنا بھی تھا۔ شرکاء اور نمایاں قیادت کانفرنس کی صدارت چیئرمین پنجاب ہائر ایجوکیشن کمیشن، پروفیسر ڈاکٹر اقرار احمد خان (ایچ آئی، ایس آئی) نے کی۔ اس موقع پر ممتاز ماہرین تعلیم اور دانشوروں نے اپنی رائے پیش کی اور اعلیٰ تعلیم کو کردار پر کھل کر بات کی۔ کانفرنس کے دوران ہر موضوعاتی سیشن کی صدارت ممتاز ماہرین نے کی، جبکہ پاکستان اور بین الاقوامی اداروں سے تعلق رکھنے والے پینلسٹوں نے گہرائی سے اظہار خیال کیا۔

سیشن اوّل:

تدریسی بہتری ,تحقیق اور جدت ہائر ایجوکیشن کے شعبے میں "اکیڈمک ایکسی لینس، کوالٹی ایشورنس، ریسرچ، فنانشل سسٹین ایبلیٹی اور گڈ گورننس" کے موضوع پر منعقدہ کانفرنس کے پہلے سیشن میں " تدریسی بہتری ,تحقیق اور جدت" پر جامع گفتگو ہوئی۔ اس سیشن کی صدارت سابق چیئرمین ہائر ایجوکیشن کمیشن (HEC) ڈاکٹر طارق بنوری نے کی، جبکہ ممتاز پینلسٹس میں شامل تھے: لیفٹیننٹ جنرل (ر) محمد اصغر، سابق ریکٹر نیشنل یونیورسٹی آف متحرک سیشن میں اس بات پر غور کیا گیا کہ پاکستانی جامعات کس طرح تدریس اور تحقیق کے نئے ماڈلز اپناتے ہوئے نہ صرف عالمی سطح پر مسابقت قائم رکھ سکتی ہیں بلکہ ملک کی سماجی و اقتصادی ترقی میں بھی مؤثر کردار ادا کر سکتی ہیں۔

سیشن دوم:

کوالٹی انہانسمنٹ اور انسٹی ٹیوشنل ایکسی لینس کانفرنس کے دوسرے سیشن میں " کوالٹی انہانسمنٹ اور ادارہ جاتی بہتری " کے موضوع پر ماہرین نے جامع گفتگو کی۔ اس سیشن کی صدارت صدر شہید ذوالفقار علی بھٹو انسٹی ٹیوٹ آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی (SZABIST) مسز شہناز وزیر علی نے کی۔ ڈاکٹر طارق بنوری، سابق چیئرمین، ہائر ایجوکیشن کمیشن اسلام آباد پروفیسر ڈاکٹر ایس۔ سہیل ایچ۔ نقوی، بانی و چیئرمین، نالج اسٹریمز ڈاکٹر فیصل باری،

وائس چانسلر نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی (NIT) لاہور انجینئر پروفیسر ڈاکٹر سرین حسین، وائس چانسلر، داؤد یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی کراچی انجینئر نوید اکبر، چیئرمین، بورڈ آف گورنرز، یونیورسٹی آف چناب پینلیسٹس میں شامل تھے۔ سیشن کی (PSF)، پاکستان اکیڈمی آف سائنسز (PAS) اور سابق وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر ناصر محمود، وائس چانسلر، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد پروفیسر ڈاکٹر زبیر اقبال، وائس چانسلر، بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان پروفیسر ڈاکٹر کنول امین، وائس آرگنائزیشن فار یوتھ ڈویلپمنٹ" کی ایگزیکٹو ڈائریکٹر مس صبیحہ شاہین نے کی۔ مقررین نے زور دیا کہ جامعات سماجی ہم آہنگی اور کمیونٹی انگیجمنٹ کو فروغ دینے میں مرکزی کردار ادا کر سکتی ہیں۔ ماہرین نے کہا کہ ایکسٹینشن پروگرامز کے ذریعے مختلف طبقات کو

نظامت پروفیسر ڈاکٹر اقرار احمد خان (ہلال امتیاز، ستارۂ امتیاز)، چیئرمین پنجاب ہائر ایجوکیشن کمیشن (PHEC) نے کی۔ مقررین نے اس بات پر زور دیا کہ پاکستان کی جامعات میں ادارہ جاتی بہتریت کے لیے معیاری جانچ کے موثر نظام، تعلیمی معیارات، گورننس ریفارمز اور قیادت میں جدت کو فروغ دینا ناگزیر ہے۔ ماہرین نے ایسے پائیدار ماڈلز پر روشنی ڈالی جو پاکستانی اداروں کو عالمی سطح پر مستحکم مقام دلانے اور مقامی سطح پر مثبت اثرات مرتب کرنے میں مددگار ثابت ہو سکتے ہیں۔

سیشن سوم:

گورننس، فنانشل سسٹین ایبلیٹی اور ڈیجیٹل ٹرانسفارمیشن اعلیٰ تعلیم کے شعبے میں منعقدہ کانفرنس کے تیسرے سیشن میں" گورننس، چانسلر، گورنمنٹ کالج ویمن یونیورسٹی (GCWU)، فیصل آباد پینل میں شامل تھے سیشن کی نظامت پروفیسر ڈاکٹر محمد نظام الدین نے کی، جو پنجاب ہائر ایجوکیشن کمیشن (PHEC) کے سابق چیئرمین ہیں۔ پینل میں شامل تھے۔

سیشن چہارم:

سول انگیجمنٹ، سوسائٹل کو ہیون اور ایکسٹینشن اسلام آباد: اعلیٰ تعلیم کے موضوع پر منعقدہ کانفرنس کے چوتھے سیشن میں" سول انگیجمنٹ، سماجی ہم آہنگی اور ایکسٹینشن پروگرامز" پر تفصیلی گفتگو ہوئی۔ اس سیشن کی صدارت بیکن ہاؤس نیشنل یونیورسٹی لاہور کے وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر معید یوسف نے کی۔ ڈاکٹر ثاقب مختار، ایسوسی ایٹ ڈین آف ایکسٹینشن، یونیورسٹی آف فلوریڈا پروفیسر قریب لایا جا سکتا ہے، معاشرتی فاصلے کم کیے جا سکتے ہیں اور اعلیٰ تعلیم کے ذریعے ایک متوازن، ہم آہنگ اور پرامن معاشرہ تشکیل دیا جا سکتا ہے۔

سیشن پنجم:

لیڈرشپ اور اکیڈمک ہیومن کیپیٹل ڈویلپمنٹ اسلام آباد: اعلیٰ تعلیم کے موضوع پر منعقدہ کانفرنس کے پانچویں سیشن میں" قیادت اور اکیڈمک ہیومن کیپیٹل ڈویلپمنٹ" کے اہم پہلوؤں پر جامع گفتگو ہوئی۔ اس سیشن کی صدارت فیڈرل پبلک سروس کمیشن (FPSC) کے سابق چیئرمین جناب حسیب اطہر نے کی۔ محمد اسماعیل قریشی، کنوینر وائس چانسلر سرچ کمیٹی پروفیسر ڈاکٹر ظفر اقبال قریشی، رکن وائس چانسلر سرچ کمیٹی فرحان عزیز خواجہ، ڈائریکٹر جنرل، سول

مالیاتی پائیداری اور ڈیجیٹل تبدیلی" کے موضوعات پر تفصیلی بات چیت ہوئی۔ اس سیشن کی صدارت ہائر ایجوکیشن کمیشن (HEC) اسلام آباد کے سابق چیئرمین پروفیسر ڈاکٹر مختار احمد نے کی۔ ڈاکٹر خالد محمود خان، سابق چیئرمین پاکستان سائنس فاؤنڈیشن ڈاکٹر غزالہ عرفان، چیئرپرسن، شعبہ فلسفہ، فارمن کرسچین کالج لاہور سردار رمیش سنگھ اروڑا، وزیر برائے اقلیتی امور، حکومت پنجاب پروفیسر ڈاکٹر زیب النساء حسین، وائس چانسلر، یونیورسٹی آف ہوم اکنامکس، لاہور پینل میں شامل تھے۔ سیشن کی نظامت "برگد سروسز اکیڈمی ڈاکٹر نینسی جے ایلن، کالج آف ایگریکلچرل اینڈ انوائرمنٹل سائنسز، یونیورسٹی آف کیلیفورنیا، ڈیوس پینل کے مقررین میں شامل تھے سیشن کی نظامت لاہور یونیورسٹی آف مینجمنٹ سائنسز (LUMS) کے سابق وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر سید ظہور حسن نے

کی۔ اس مباحثے میں اس بات پر روشنی ڈالی گئی کہ اعلیٰ تعلیم کے اداروں میں مضبوط قیادت اکیڈمک ہیومن کیپیٹل کی ترقی کے لیے بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ مقررین نے کہا کہ موثر لیڈرشپ ڈویلپمنٹ، شفاف تقرری کے طریقہ کار اور مضبوط گورننس کے

ذریعے جامعات نہ صرف بہترین علمی ٹیمیں تشکیل دے سکتی ہیں بلکہ اختراع، تعلیمی بہتر بینیت اور سماجی اثرات کو بھی فروغ دے سکتی ہیں۔

اس مباحثے میں ماہرین نے اس امر پر زور دیا کہ اعلیٰ تعلیم کے اداروں میں گورننس ریفارمز، مالیاتی پائیداری کے موثر نظام اور ڈیجیٹل ٹرانسفارمیشن کو فروغ دینا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ مقررین نے جدید حکمت عملیوں پر روشنی ڈالی جن کے ذریعے جامعات تیزی سے بدلتے ہوئے عالمی تعلیمی منظرنامے میں نہ صرف مطابقت پیدا کرسکتی ہیں بلکہ موثر انداز میں ترقی بھی کرسکتی ہیں۔

بحث ومباحثے میں درج ذیل نکات نمایاں رہے: تدریس وتحقیق کے نئے ماڈلز کی تشکیل اور عالمی مسابقت کے تقاضے معیار کی یقین دہانی کے ذریعے پائیدار اور مضبوط تعلیمی ادارے قائم کرنے کے طریقے

جامعات کے مالی استحکام کو یقینی بنانے اور ڈیجیٹل تبدیلی اپنانے کی ضرورت سماجی خدمات، کمیونٹی انگیجمنٹ اور شہری ذمہ داری کے فروغ کے اقدامات مستقبل کی علمی برتری کے لیے قیادت اور انسانی وسائل کی مضبوطی یہ مباحثہ نہ صرف موجودہ نظام کے مسائل کی نشاندہی کرتا رہا بلکہ اس نے مستقبل کے امکانات کو بھی اجاگر کیا۔ کانفرنس کی افادیت اور مستقبل کی سمت وائس چانسلرز کانفرنس 2025 پاکستان میں اعلیٰ تعلیم کے نظام کو بہتر بنانے کی جانب ایک سنگِ میل ثابت ہوئی۔ اس میں شریک ماہرین نے واضح کیا کہ اعلیٰ تعلیم کو صرف تدریس تک محدود رکھنے کے بجائے تحقیق، اختراع، سماجی خدمت اور عالمی مسابقت کے ساتھ جوڑنے کی اشد ضرورت ہے۔ یہ اجلاس گزشتہ کامیابیوں کا محض جائزہ نہیں تھا بلکہ ایک مستقبل بین مکالمہ بھی تھا جس نے اصلاحات کے نئے دروازے کھولے۔ کانفرنس نے شراکت داری کے فروغ، اختراعات کے استحکام، مالیاتی واداراجاتی پائیداری اور معیار کی یقین دہانی پر زور دے کر یہ پیغام دیا کہ پاکستان کی جامعات ایک نئے تعلیمی دور کے دہانے پر کھڑی ہیں۔

اہم مباحث کانفرنس کے ہر سیشن کی قیادت ممتاز ماہرین نے کی، جبکہ پاکستان اور دنیا کے دیگر حصوں سے آنے والے پینلسٹوں نے مکالمے کو مزید وسعت بخشی۔ مباحثوں کے دوران یہ موضوعات خاص طور پر زیرِ غور رہے: عالمی مسابقت کے لیے تدریس وتحقیق کے نئے ماڈلز معیار کی یقین دہانی کے ذریعے پائیدار اداروں کی تشکیل جامعات کی مالی پائیداری اور ڈیجیٹل تبدیلی کی ضرورت سماجی وشہری ذمہ داری کے فروغ کے لیے کمیونٹی انگیجمنٹ علمی برتری کے لیے قیادت اور انسانی وسائل کی استعداد میں اضافہ یہ مباحثے محض تعلیمی گفتگو نہیں تھے بلکہ عملی رہنمائی فراہم کرنے والے خیالات کا تبادلہ بھی تھے۔ وائس چانسلرز کانفرنس 2025 نہ صرف ماضی کی کامیابیوں کا احاطہ تھی بلکہ مستقبل کی سمت کا تعین کرنے والی ایک بصیرت افروز پیش رفت بھی ثابت ہوئی۔ اس نے واضح کر دیا کہ پاکستان کا اعلیٰ تعلیمی نظام اگر شراکت داری، اختراع، اچھی حکمرانی اور معیار پر توجہ دے تو وہ عالمی مسابقت کی دوڑ میں اپنی جگہ بنا سکتا ہے۔ یہ کانفرنس دراصل ایک عزم تھی اعلیٰ تعلیم کو صرف علم کی فراہمی تک محدود رکھنے کے بجائے اسے تحقیق، سماجی خدمت اور عالمی معیار سے جوڑنے کا عزم!

وائس چانسلرز کانفرنس کی سفارشات

- وائس چانسلرز کانفرنس 2025 کی جامعات کو تدریس و تحقیق کے جدید ماڈلز سے لیس کیا جائے۔
- کوالٹی ایشورنس کا سخت اور موثر نظام متعارف کرایا جائے۔
- مالی استحکام کے لیے پائیدار پالیسیاں بنائی جائیں اور ڈیجیٹل ٹرانسفارمیشن کو اپنایا جائے۔
- جامعات کو سماجی خدمات اور کمیونٹی انگیجمنٹ میں فعال کردار ادا کرنے پر زور دیا جائے۔
- قیادت اور انسانی وسائل کی ترقی کے لیے مستقل منصوبہ بندی کی جائے۔
- قومی وعالمی شراکت داریوں کو بڑھا کر تحقیق اور اختراع کو تقویت دی جائے۔

پنجاب ہائر ایجوکیشن کمیشن کے زیرِاہتمام وائس چانسلرز کانفرنس 2025 کی تصویری جھلکیاں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی
پاکستان کا تعلیمی اثاثہ

تحریر: پروفیسر ملک محمد شریف

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی 1974 میں قائم کی گئی، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی ایشیا کی وہ پہلی جامعہ ہے۔ جو فاصلاتی تعلیم میں پی ایچ ڈی تک ڈگری جاری کرتی ہے۔۔ یہ فاصلاتی تعلیم کا ایسا ادارہ ہے جو اپنی ماہیت کے لحاظ سے منفرد مقام رکھتا ہے۔ 15 لاکھ سے زائد طلبہ اور طالبات تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ یونیورسٹی کا نیٹورک بڑا وسیع ہے۔ جو ملک بھر میں اپنے کیمپسز قائم کیے ہوئے ہے۔ جامعہ گزشتہ 50 سال سے میٹرک انٹرمیڈیٹ، ایم اے، ایم بی اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی کے پروگرام چلا رہی ہے۔ 1974 میں حکومت جاپان کے تعاون سے قائم ہونے والی یونیورسٹی کے قیام کا بنیادی مقصد ان افراد کو تعلیم فراہم کرنا ہے۔ جو تعلیم کے حصول کے لیے اپنے گھر سے باہر نہیں جا سکتے اور نہ ہی ملازمت چھوڑ سکتے ہیں۔ 100 سے زائد کورسز متعارف کرائے جا چکے ہیں۔ ہر کیمپس میں انٹرنیٹ کی سہولت موجود ہے، پاکستان میں 1800 سے زائد سٹڈی سینٹر قائم کیے گئے ہیں۔۔ یونیورسٹی کے ریجنل کیمپس ہر بڑے شہر میں موجود ہیں۔ کئی جگہوں پر ہوسٹل تعمیر۔ کیے گئے ہیں۔ یونیورسٹی کے ترقیاتی کام سارا سال جاری رہتے ہیں۔

سپیشل ایجوکیشن میں پوسٹ گریجویٹ کی سطح پر کورسز بھی متعارف کرائے گئے ہیں۔ غریب طلبہ کی مالی امداد اور اپنے ملازمین کے لیے مفت تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے۔ مشرق وسطی اور دیگر ممالک میں مقیم پاکستانی علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ فاصلاتی تعلیم کا تصور 1960 کی دہائی میں برطانیہ میں پیدا ہوا۔ جہاں سے لاکھوں ملازمت پیشہ افراد تعلیم سے مستفید ہوئے۔ دنیا میں 60۔ کے قریب جامعات کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ جدید انفارمیشن ٹیکنالوجی نے فاصلاتی نظام تعلیم کو مزید آسان بنا دیا ہے۔ اساتذہ تعلیم و تدریس کے لیے ورکشاپ، سیمینار، خطوط و کتابت، لیبارٹریوں اور ریڈیو ٹیلی ویژن جیسے ذرائع استعمال کرتے ہیں۔ اس کے قیام کا مقصد فروغ تعلیم تھا۔ یہ یونیورسٹی چاروں صوبوں آزاد کشمیر اور گلگت بلتستان کا اثاثہ ہے۔

فاصلاتی نظام تعلیم کی بنیاد کچھ یوں ہے۔۔۔۔ ٹیوٹوریل ہدایت، خطوں کتابت، روایتی غیر روایتی تدریس، ریڈیو ٹی وی، انٹرنشپ، مواصلاتی نشریاتی کورس، اسائنمنٹ، غیر نشریاتی میڈیا، امتحانات، گروپ تربیتی ورکشاپ، آن لائن تعلیم پر مشتمل علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی نے ایک منظم نیٹ ورک قائم رکھا ہے۔ جس کے مطابق ملک بھر میں اور بیرون ملک مخصوص سٹڈیز سینٹر قائم کیے گئے ہیں۔ جہاں طلبہ اور طلبات کو ورکشاپ کرائی جاتی ہیں۔ آج ملک بھر کی بڑی تعداد میں خواتین تعلیم کے شعبے میں ڈگریاں حاصل کر رہی ہیں

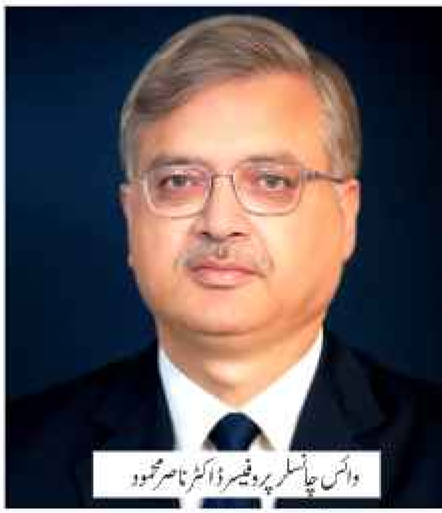
وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر ناصر محمود

۔ اوپن یونیورسٹی کے تعلیمی انتظام اور تعلیمی امور نپٹانے کے لیے کے لیے سربراہ چانسلر ہے اور یہ عہدہ صدر پاکستان کے پاس ہے۔ اس کے بعد پرو وائس چانسلر کا عہدہ ہے، جس کے تحت یونیورسٹی کی ایگزیکٹو کونسل کام کرتی ہے۔ اس طرح ایگزیکٹو کونسل کا سربراہ وائس چانسلر ہوتا ہے۔ اس طرح انتظامی امور اور اکیڈمی کے دونوں شعبے وائس چانسلر کے ماتحت کام کرتے ہیں۔ انتظامی شعبے میں رجسٹرار، ٹریژرر، آڈٹ، پروجیکٹ ڈائریکٹریٹ اور پبلک ریلیشنز کے امور آتے ہیں۔ دوسرا بڑا شعبہ سروسنگ ڈیپارٹمنٹ ہے۔ جس میں پلاننگ، اکیڈمک انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن ٹیکنالوجی، ڈائریکٹریٹ آف ایڈمیشن ڈائریکٹریٹ آف امتحانات اور تیسرا حصہ طلبہ امور کا ہے۔ دیگر شعبے فائنانس کمیٹی اور سلیکشن بورڈ کے ہیں۔ بورڈ آف ایڈوانس سٹڈی اینڈ ریسرچ اکیڈمک اور ڈویلپمنٹ کمیٹی فیکلٹی بورڈ اور کمیٹی آف کورسز ی شامل ہیں۔ جبکہ وائس چانسلر کی براہ راست نگرانی میں یونیورسٹی کے دیگر شعبہ جات آتے ہیں۔ جو بنیادی طور پر پانچ فیکلٹیز پر مشتمل ہیں، فیکلٹی آف سائنسز کے تحت آنے والے شعبوں میں زراعت انجینئرنگ ٹیکنالوجی ہیلتھ سائنسز، ریاضی، بیالوجی، فزکس، ماحولیات اور کمپیوٹر سائنس شامل ہیں۔ فیکلٹی آف عربیک اینڈ اسلامک سٹڈیز میں قران، تفسیر، حدیث اسلامی، تاریخ اور فقہ شامل ہیں۔ فیکلٹی آف ایجوکیشن میں ٹیچر ایجوکیشن، ایلیمنٹری ٹیچر ایجوکیشن، ایجوکیشن پلاننگ اینڈ مینجمنٹ یا سپیشل ایجوکیشن، فاصلاتی تعلیم، غیر رسمی تعلیم اور تعلیم میں بالغاں شامل ہیں۔ فیکلٹی آف سوشل سائنسز اینڈ ہیومینٹی کے ذیلی شعبوں میں تاریخ، اکنامکس، بزنس ایڈ منسٹریشن، لائبریری انفارمیشن ٹیکنالوجی، سوشیالوجی، سوشل ورک پاپولیشن پاکستان سٹڈی، کمیونیکیشن، اردو، انگلش، کامرس اور قانون کے شعبے آتے ہیں۔ یونیورسٹی کے سٹاف کی بھی درجہ بندی کی گئی ہے۔ جس میں ریگولر سٹاف کے علاوہ پارٹ ٹائم سٹاف بھی ہے۔ یونیورسٹی ریڈیو اور ٹیلی ویژن، خط و کتابت کے ذریعے تعلیم و تربیت دیتی ہے۔ طلبہ کو ورکشاپ جواب آن لائن ہوتی ہیں، میں شرکت کو لازمی قرار دیا گیا ہے۔ جہاں متعلقہ شعبے کے ماہرین لیکچر دیتے ہیں۔ یونیورسٹی کمپیوٹر سائنسز، بی بی اے ایم بی اے کے طلبہ کو فارغ التحصیل ہونے کے بعد انٹرنشپ کے لیے مختلف اداروں میں بھیجتی ہے۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کئی کیمپسز پر مشتمل ہے اور جس کے تحت 23 ریجنل یونیورسٹی کو اب جدید تقاضوں کے مطابق ہم آہنگ کرنا ضروری ہو گیا ہے تاکہ جدید ٹیکنالوجی اپناتے ہوئے علمی

معیشت کی مسابقت مارکیٹ میں اپنی انفرادی شان کے ساتھ دنیا کی دیگر فاصلاتی جامعات کا مقابلہ کر سکے ۔علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی میں مختلف درجات کے تقریبا 13 لاکھ طلبہ کو علاقائی مراکز میں تعلیم دی جا رہی ہے ۔ جو نیورسٹی کا صدر دفتر اسلام اباد میں چار صوبوں آزاد کشمیر، گلگت بلتستان تک علاقائی دفاتر کا جال بچھا ہوا ہے۔ ابھی ان مراکز کو مزید وسعت دی جا رہی ہے۔ یونیورسٹی نے تعلیم کے حوالے سے کئی ممالک سے معاہدے بھی کر رکھے ہیں۔اس سلسلہ میں انتظامی اور تعلیمی امور کے لیے جدید ٹیکنالوجی استعمال کی جا رہی ہے۔ موجودہ وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر ناصر محمود نے ان اہداف کو حاصل کرنے کے لیے خطیر رقم فراہم کی ہے۔ تاکہ اس منصوبے کا بنیادی مقصد طلبہ کی مدد ہے ۔امتحانات کی فیس جمع کرانے، کتب کی فراہمی، ٹیوٹر کی رجسٹریشن، ورکشاپس کا انعقاد اور لائبریری تک رسائی علاقائی دفاتر سے رابطہ سابق طلبہ سے رابطہ اور شفافیت منصوبے کا حصہ ہیں۔ یونیورسٹی کے آئی ٹی شعبہ کے ذریعے یہ اہداف حاصل کیے

کم لاگت سے پی ایچ ڈی پروگرام ٹیکنالوجی بیسڈ پروگرام اور کم سے کم لاگت سے فیکلٹی سے کام لیا جاتا ہے۔ اوپن یونیورسٹی کی ترقی یافتہ علاقوں میں پہلے سے موجود تعلیمی سہولتوں میں اضافہ کرنے اور جدید ذرائع ابلاغ کی مدد سے پیشہ ورانہ اور اسی سے آراستہ تعلیمی سہولتوں کو ملک بھر میں وسعت دینے کے لیے کوشاں ہے۔ جائیکا کے تعاون سے دیہی علاقوں میں تین ہزار اوپن سکولنگ سسٹم کا قیام، پاکستان کے اہم شہروں میں ماڈل سٹڈی سینٹر کا قیام اور ملٹی میڈیا انسٹرکشنل نیٹ ورک کو اپ گریڈ کرایا گیا ہے۔ ملک میں 39 سے زائد ٹیچر ریسورس سینٹر قائم ہیں۔ تاکہ طلبہ کو ان کی دہلیز پر سہولت مہیا کی جا ئیں۔ ٹیچر ریسورس سینٹر میں ٹیچنگ ایپ، لیکچر ہال، کمپیوٹر لیب، انٹرنیٹ اور ریڈیو کانفرنس سسٹم کی سہولتیں فراہم کی گئی ہیں۔ یہ ماڈل سٹڈی سینٹرز کے طور پر بھی کام کریں گے۔ اس سے معاشرے میں ناخواندگی، غربت اور بے روزگاری کا خاتمہ ہوگا۔ میٹرک، انٹرمیڈیٹ اور بی اے کی سطح پر کورسز میں مختلف پیشہ ورانہ ہنر شامل کیے گئے

جو کہ بنیادی طور پر استاد ہیں ۔انہوں نے پچھلے دو سال سے لاہور ریجن میں طلبہ کو سوچ اور سمت دی ہے۔ انہوں نے انرولمنٹ کو بڑھانے کے لیے مختلف طریقے اور ذرائع استعمال کئے ہیں۔ جس سے طلبہ اور طالبات میں داخلے کا رجحان کئی گنا بڑا ہے۔ ریجنل ڈائریکٹر والدین اور طلبہ کے مسائل کی ذاتی طور پر شنوائی کرتے ہیں اور اس سلسلہ میں اپنے عملہ کو بھی الرٹ اور متحرک رکھتے ہیں۔ وہ ٹیوٹر کو اہم ہدایات بھی دیتے ہیں۔ ان کا انفارمیشن کا شعبہ بڑا متحرک ہے ۔انہوں نے یونیورسٹی کے گیٹ کے باہر تمام قسم کی معلومات آویزاں کی ہیں، تاکہ طلبہ اور طلبات کو سمجھنے میں آسانی رہے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر عظمی بڑی مثبت سوچ رکھتی ہیں۔ خواتین کے مسائل میں بڑی دلچسپی لیتی ہیں اور ٹیوٹر کی تقرری کے سلسلے میں بڑی محتاط رہتی ہیں اور اعلی تعلیم یافتہ افراد کو یہ ذمہ داری سونپتی ہیں۔ طلبہ اور طلبات کو لائبریری کی کے لیے لائبریری کی سہولتیں موجود ہیں ۔لائبریری سٹاف اس سلسلہ میں بڑا الرٹ رہتا ہے۔ والدین اور

ریجنل ڈائریکٹر لاہور ملک امان اللہ

جا رہے ہیں۔ اس طرح سے یہ جنوبی ایشیا میں پہلی یونیورسٹی ہے جو ڈیجیٹلائز ہونے جا رہی ہے اور یہ ہمارے لیے بڑا اعزاز ہے۔ یونیورسٹی نے ایل ایم ایس 2020 سے لاکھوں پوسٹ گریجویٹس کے لیے کووڈ کے دوران اس آگاہی مہم میں ایم ایس پورٹل نے ورکشاپ کو آسان بلکہ اس کے ذریعے امتحانات کا انعقاد بھی ہوا۔ یونیورسٹی اس ڈیجیٹلائزیشن کے منصوبے کو بڑی اہمیت دے رہی ہے ۔اس جدید ٹیکنالوجی سے ملک کے مختلف حصوں میں طلبہ کے علاوہ بیرون ملک طلبہ فائدہ اٹھا سکیں گے۔ یونیورسٹی پسماندہ علاقوں کی ضروریات کو پورا کر رہی ہے اور ان دور دراز علاقوں میں ویڈیو کانفرنس کے ذریعے تعلیم مہیا کرنے کا خواب شرمندہ تعبیر کیا جا رہا ہے۔ جس سے تقریبا ڈیڑھ لاکھ طلبہ مستفید ہوتے ہیں۔ ایشیائی جامعات کے ساتھ نیٹ ورک کو مضبوط بنانے کے لیے اقدامات کیے گئے ہیں۔ یونیورسٹی کا

ہیں۔ تاکہ فارغ التحصیل طلبہ معاشرے پر بوجھ نہ بنیں۔ یونیورسٹی نے اپنے نصابات میں اعلی اخلاقی اقدار کو شامل کیا ہے۔ داخلہ حاصل کرنے والوں میں 60 فیصد خواتین ہیں، ہر سال ورلڈ ٹیچر ڈے بھی منایا جاتا ہے۔ نصابات کو جدید ترین تقاضوں سے ہم آہنگ کیا گیا ہے۔ کامن ویلتھ آف لرننگ اور اوپن یونیورسٹی کے مابین طے پائے جانے والے معاہدے کے مطابق پرائمری اور مڈل کی سطح کے داخلے اور امتحانات کے تمام امور علاقائی دفاتر کے پاس ہیں۔ یونیورسٹی تمام علاقائی دفتر میں ایریشنل ڈیویلپمنٹ کانفرنس کا انعقاد کرتی رہی ہے۔ ریڈیو کانفرنس کے ذریعے بھی علاقائی دفتر کے امور طے کیے جاتے ہیں۔ یونیورسٹی کارکردگی پر ایوارڈ بھی دیتی ہے۔

اب میں یہاں علاقائی دفاتر کی کارکردگی کا ذکر کروں گا۔ یوں تو تمام دفاتر بڑے متحرک ہیں۔ لیکن لاہور کے ریجنل ڈائریکٹر ملک امان اللہ

ملاقاتیوں کے لیے واش روم، پانی اور وافر تعداد میں کرسیاں موجود ہیں، تاکہ لوگ آرام سے بیٹھ سکیں۔ ریجنل ڈائریکٹر عملی کام کی تصویر ہیں، وہ ایسی شخصیت ہیں لفظوں میں ان کا تعارف ناممکن ہے۔ وہ تعلیم کو عام کرنے کے لیے پیغام لوگوں کی دہلیز تک پہنچاتے ہیں۔ وہ وائس چانسلر کے ویژن کو عملی جامہ پہنانے کے لیے دن رات کام کرتے ہیں ۔ان کی کوشش سے لاہور ریجن کا کوئی ایسا کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں تعلیم کی سہولت ناممکن ہو۔ یونیورسٹی میں داخلے کو کیسے بڑھایا جائے۔ وہ ہمیشہ اسی سوچ میں رہتے ہیں۔ ریجنل ڈائریکٹر کمیونٹی موبلائزیشن اور اس نوجوان قیادت نے اپنے تجربے اور صلاحیتوں کی بدولت یہاں ایک ذہنی انقلاب برپا کر دیا ہے۔ جو ہر قومی تہوار کا اہتمام اپنے دفتر میں کرتے ہیں اور ٹیوٹر اور دیگر مہمانان کو بلاتے رہتے ہیں اور دعا ہے کہ اللہ ان کی کاوشوں میں مزید اضافہ کرے۔

پاکستان میں تعلیم کو درپیش چیلنجز اور حل

ڈاکٹر رفاقت علی اکبر

کسی قوم کی ترقی کا راز اس قوم کے افراد کی تعلیمی حالت پر مبنی ہے۔ لیکن ہم مختلف مسائل کا شکار ہیں، جن کی تفصیل کچھ یوں ہے۔ تہذیبی اور فکری چیلنجز: پاکستان کو اس وقت بڑے بحرانوں کا سامنا ہے۔ اس میں سر فہرست نظریاتی، فکری، سوچ اور تہذیب کے چیلنجز درپیش ہیں۔ جن کی بڑی وجہ ہمارا نظام تعلیم ہے پاکستان کے نظام تعلیم میں ان چیلنجز کی جڑیں بڑی گہری ہیں۔ ان چیلنجز کی وجہ سے معاشرتی طور پر بڑی بڑی تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں۔ بدقسمتی ہے کہ اس تبدیلی میں انڈین اور مغربی افراد افکار اور وہاں کی طرز زندگی۔ اس مغربی ایجنڈے کی تکمیل میں مختلف ایجنسیاں کام کر رہی ہیں۔ گلوبلائزیشن سیکولرزم اور بین الاقوامی سازشیں، جمہوری لبادے میں پوشیدہ ہتھکنڈے صیہونی طاقتوں کا ہتھیار ہیں۔ ہمارے داخلی بحرانوں میں مغربی انداز فکر بھی تیزی سے اثر کر رہا ہے۔ اس میں دینی وابستگی سے اظہار کرنے والے چہرے بھی شامل ہیں۔ اس سلسلہ میں عالمی عسکری قوت ذہنوں کو تسخیر کر رہی ہے۔ عالمی میڈیا بڑا ہتھیار ہے۔ ہماری اختلافی قوتیں بھی اس ہوا میں شامل ہیں۔ پرائمری سکول کی سطح پر ذہن ان کے قابو میں آجاتے ہیں۔ بچے ابتدائی طور پر اگر اس شکنجے میں آجائیں تو ان کے اذہان مطلوبہ سانچے میں ڈھل جاتے ہیں۔ اس سلسلہ میں ان قوتوں نے تعلیم کا ایسا ڈھانچہ تشکیل دیا ہے، جو پاکستان کے تمام صوبوں میں پرائمری مدارس تک پھیلا ہوا ہے۔ اس مغربی ڈھانچے میں استاد، شاگرد، نصاب، کتابیں، امتحان اور حتیٰ کہ والدین بھی زیر اثر ہیں۔ عالمی طاقتوں کی ڈونر ایجنسیوں اور ایجوکیشن سیکٹر اصلاحات پروگرام کے تحت حکمت عملی تیار کی جاتی ہے۔ تربیت اساتذہ کے بڑے پروگرام امریکہ اور برطانیہ میں جب کہ اساتذہ کی تربیت کا اہتمام صوبوں میں بنائے گئے مختلف سینٹرز میں ہوتا ہے اس پروگرام میں بین الاقوامی ادارے یورپین کمیشن انٹرنیشنل ڈویلپمنٹ ایجنسی پی ایس ای ڈی اور جی ائی زیڈ شامل ہیں اس کے علاوہ نام اور این جی اوز بھی کام کر رہی ہیں یہ سب ادارے ایک مربوط نظام کے گلوبلائزیشن ایجنڈے کے تحت معاشرتی ڈھانچے تحت قائم کردہ اداروں میں سرانجام دے رہے ہیں۔

ان اداروں کا جہاں کوئی کام مثبت ہو رہا ہے وہاں ان کا اپنا بھی یہ خفیہ ایجنڈا بھی ہوتا ہے ثقافتی اور معاشرتی اور فکری تبدیلی ان کے پیش نظر ضرور ہوتی ہے گلوبلائزیشن ایجنڈے کے تحت معاشرتی ڈھانچے اور بطور خاص تعلیم کے شعبے کو بری طرح متاثر کر رہے ہیں تعلیم کے سلسلے میں پروگراموں کی تشکیل کی وجہ سے تعلیم سب کے لیے کا ہدف دھندلا جا رہا ہے طبقاتی تقسیم بڑھ رہی ہے اخلاقی اقدار ختم ہو رہی ہیں یونیورسٹی میں سوشل سائنسز کی تعلیم کو ختم کی جا رہی ہے تعلیمی پالیسی کو بنانے میں اساتذہ اور ماہرین کا کوئی کردار نہیں سرمایہ تعلیمی پالیسیوں پر حاوی ہوتا جا رہا ہے تعلیمی اداروں میں لادینیت کو فروغ دیا جا رہا ہے فیصلہ ساز ایسے لوگ مقرر کیے جاتے ہیں جو بیرونی ایجنڈے پر کام کر رہے ہوتے ہیں لبرل ازم ان کے ایمان میں شامل ہوتا ہے دوسری طرف محکمہ تعلیم کے چھوٹے افسران اہل کار اور اساتذہ بے بس ہیں اساتذہ اور طلبہ تنظیمیں بھی اپنے مفادات اور معاملات تک محدود ہیں یہ طبقہ بھی بدقسمتی سے تعلیمی مسائل اور بحرانوں پر پر غور کرنے کے لیے تیار نہیں سیاسی جماعتیں حکومت ہو یا پوزیشن تعلیم ان کی ترجیح نہیں مذہبی جماعتیں بھی تعلیم کے سلسلے میں فکری انتشار کا شکار ہیں ان کے پاس نعروں کے سوا کچھ نہیں تعلیم کی پرائیویٹ پرائیوٹائزیشن کمرشلائزیشن اور طبقاتی تقسیم کے سلسلے میں سب کا کردار سیکولر سوچ کا حامل ہے پرائیویٹ سیکٹر بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے نجی یونیورسٹیاں اور تعلیمی اداروں کی بھرمار ہے کوالٹی اف ایجوکیشن کا مسئلہ موجود ہے ڈگری کلچر فروغ پا رہا ہے غیر سرکاری تنظیمیں ایک مافیا بن چکی ہیں تعلیم میں مخیر تنظیموں اور افراد کا کام مشکل ہو گیا ہے۔ غیر سرکاری تنظیمیں صرف پیسے بٹورنے میں لگی ہوئی ہیں میڈیا کی اواز تعلیم کے سلسلے میں مدھم ہے غیر ملکی طاقتوں کا سب سے بڑا ہتھیار تحقیق ہوتا ہے ہمارے شعبہ تعلیم پر مختلف قسموں کی ملکی اور بین الاقوامی رپورٹ ارہی ہیں کہ نصاب نصاب پر کہیں کوالٹی پر کہیں نظام امتحان پر ان تمام بحرانوں کا حل قوم کے ارباب کو نہیں والدین اساتذہ محکمہ تعلیم اور اور ارکان اسمبلی کو وقت نہیں کہ ان چیلنجز کے بارے میں سوچیں اور کوئی لائحہ عمل تیار کریں ایک ان تمام مسائل کے حل کے لیے ہمیں علم کا راستہ اختیار کرنا ہوگا 1۔ اخبارات اور میڈیا کو اس سلسلے میں اہم کردار ادا کرنا ہوگا کہ اس ان مسائل کی نشاندہی کو اجاگر کریں اور اخباری کالم لکھیں۔ 2۔ انگریزی کا جنون کم کرنے کی کوشش کی جائے اس سلسلہ میں اردو ذریعہ تعلیم اور اختیار کرنا ہوگا۔ 3۔ ہر شہر میں تھنک ٹینک قائم کیے جائیں جو حکومت کی رہنمائی کریں۔۔ 4۔ یونیورسٹیوں میں تحقیقی کام کو بڑھایا جائے۔ 5۔ سرکاری سکولوں کے اساتذہ کلاس روم کو موثر بنائیں۔ 6۔ عمرانی اور معاشرتی علوم کو فروغ دیا جائے 7۔ لبرل ازم اور سیکولر ازم ایک زہر ہے اس کی بیخ کنی کی جائے۔ 8۔ بڑھتی ہوئی نہ خاندگی پر پوری توجہ دی جائے اور شرح خارجہ کو کم کیا جائے۔ 9۔ ایک معیاری اور مثالی نظام نظام کی تشکیل کے لیے ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ 10۔ ہمیں رشوت، کرپشن اور بدعنوانی پر قابو پانا ہوگا۔ سفارش کلچر کا خاتمہ کرنا ہوگا۔ اگر ہم عملی طور پر تیار ہو جائیں تو یقیناً یہ مسائل حل ہو سکتے ہیں اس طرح ہم اپنے نظام میں تعلیم کی خامیوں کو بھی دور کر سکتے ہیں۔

قائداعظم کے تعلیمی افکار اور موجودہ نظامِ تعلیم

انعم عتیق

بابائے قوم قائداعظم محمد علی جناح کے نزدیک برصغیر پاک وہند کے مسلمانوں کو جو اپنا اخلاقی ثقافتی اور سیاسی شعور کھو چکے تھے۔ ان میں ازسرنو اوصاف پیدا کرنے کے لیے پاکستان کے نام پر ایک الگ ریاست کا قیام ضروری تھا۔ تاکہ آزاد فضا میں مسلمان اپنی عظمت رفتہ کو واپس لا سکیں۔ پاکستان کے قیام کے بعد ضروری تھا کہ پاکستان میں تعلیم، صنعت اور دفاع مضبوط ہو، جہاں تک تعلیم کے شعبے کا تعلق ہے قائداعظم کی خواہش تھی کہ مسلمان طلبہ سائنسی وفنی تعلیم میں مہارت حاصل کریں۔ جیسا کہ آپ کے اپنے اعلانات بیانات تقاریر اور خطبات کے سے ظاہر ہے۔ 24 مارچ 1946 کو جلسہ تقسیم اسناد ڈھاکہ میں طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا، ہاتھوں سے کام کرنے اور محنت کرنے میں کوئی عار نہیں، ہمارے ہاں ٹیکنیکل تعلیم کی سخت ضرورت ہے۔ ہمیں پاکستان کی تعمیر کے لیے کاری گھروں اور ماہرین کی ضرورت ہے۔ 12 اپریل 1948 میں اسلامیہ کالج پشاور میں طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا اب نئے میدان، نئے راستے، نئی منزلیں آپ کی توجہ کی منتظر ہیں۔ تجارت، بینک، بیمہ، صنعت وحرفت اور فنی تعلیم کے شعبے میں آپ کی بڑی مانگ ہے۔ 18 اپریل 1948 ایڈورڈ کالج پشاور میں طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا، ہمارے تعلیم اداروں کا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ زراعت حیوانات، انجینئرنگ، طب اور دوسرے فنی اور سائنسی علوم کے ماہرین پیدا کریں۔ صرف اس طریقے سے ہم مشکل مسائل حل کر سکیں گے۔

ایک دفعہ قائداعظم نے کہا تھا کہ پاکستان کو سائنس دانوں تاجروں اور باکمال صلاحیتوں کے مالک لوگوں کی ضرورت ہے۔ انگلستان میں اپنے قیام 1896 _ 1897 کے دوران قائداعظم نے یورپ کی سائنسی ترقی اور صنعتی ترقی کا بغور مشاہدہ کیا۔ کیونکہ وہاں عملی وتجرباتی سائنس کا حلقہ کافی پھیل چکا تھا۔ حضرت قائداعظم ایک عظیم سیاست دان تھے۔ وہ بڑے دوربین اور جہاں دیدہ انسان تھے۔ انہیں برصغیر پاک وہند کے مسلمانوں کی محکومی کا درد تھا۔ ملت اسلامیہ کی اقتصادی اور مالی حالت بھی پتلی تھی۔ انہیں مسلمانوں کے عروج وزوال اور عظمت رفتہ کا بھی بخوبی علم تھا۔ انہیں یہ بھی علم تھا کہ مسلمانوں میں نامور سائنس دان بھی پیدا ہوئے، جنہوں نے بڑے بڑے عظیم کارنامے سرانجام دیے۔ قیام پاکستان کے بعد 1948 میں پہلی تعلیمی کانفرنس جو قائداعظم کی سرپرستی میں ہوئی تھی۔ یہ واضح کیا گیا کہ ہمارا نظام تعلیم اسلامی نظریہ حیات پر مبنی ہوگا۔ مقاصد تعلیم کا تعین کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے ملک کے مستقبل کا انحصار بڑی حد تک اس بات پر ہے کہ ہم بچوں کو کس قسم کی تعلیم دیتے ہیں۔ قائداعظم نے نصاب کے تعین میں قرآن اور سنت کو رہنما اصول بنایا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے نصاب میں ہر وہ علم اور قدر ہو جو

> ”علم تلوار سے بھی زیادہ طاقتور ہے اس لئے علم کو اپنے ملک میں بڑھائیں کوئی آپ کو شکست نہیں دے سکتا“
>
> قائداعظم

قرآن اور حدیث سے متصادم نہ ہو۔ ان کے نزدیک ذریعہ تدریس اردو ہونا چاہیے۔ نصاب تعلیم میں سائنس اور فنی تعلیم کی نمایاں حیثیت ہو۔ جو قائداعظم کے ارشادات میں واضح طور پر جھلکتی ہے۔ تعلیمی کانفرنس میں انہوں نے واضح رہنمائی فرمائی اور ہمارے نوجوانوں کو سائنس اور ٹیکنالوجی کے شعبے میں تعلیم دی جائے۔ کیونکہ اس سے ہمارے مستقبل کی زندگی کا معیار بلند ہونے کی امید ہے۔ یہ اس لیے ضروری ہے کہ ہمیں دنیا کے ساتھ ساتھ قدم ملا کر چلنا ہے، جو انتہائی تیزی سے خود کو بدلتی جا رہی ہے۔ قائداعظم تعلیم نسواں کے داعی تھے۔ وہ کہتے تھے کہ پاکستان کے لئے مردوں اور عورتوں نے برابر کوشش کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر خواتین تعلیم یافتہ ہیں تو پھر وہ اپنے اپ کو ایک اچھی ماں، بہن اور بیٹی بنا سکتی ہیں۔ وہ کہتے تھے کہ ہر مرد اور عورت کو پاکستان کی آزادی کے جنگ میں حصہ لینا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ مردوں اور عورتوں نے وطن عزیز کی پاسبانی کرنی ہے یہ سب کچھ علم اور تعلیم سے ہی ممکن ہو سکتا ہے۔ آپ نے سکول اساتذہ کو یاد دلایا کہ اپ معمار قوم ہیں۔ آپ اپنے فرائض اسلام کے مطابق سرانجام دیں۔ آپ کے پیشہ کا تعلق براہ راست معلم عظیم سے ہے۔ جس نے علم کے ذریعے ساری دنیا کی کایا پلٹ دی۔ آپ ایک نئی نسل پیدا کر سکتے ہیں۔ طلبہ میں احساس اور ضبط پیدا کریں۔ بچوں کو تحصیل علم کے لیے سوچ دیں۔ بچوں میں سائنسی نقطہ نظر پیدا کریں۔ آپ اپنے اداروں میں ہنرمند افراد پیدا کریں جو ملک کی ترقی اور فلاح وبہبود میں حصہ لے سکیں۔

انھوں نے پنجاب یونیورسٹی طلبہ یونین طلبہ یونین 1948 سائنسی تعلیم کی اہمیت پر زور دیا۔ طلبہ یونین 1948 میں طلبہ پر تعلیم حاصل کرنے پر زور دیا جوان کے لیے فائدہ مند ہو۔ انہوں نے کہا کہ نصاب میں سائنس اور فنی تعلیم کو نمایاں حیثیت دی جائے۔ انہوں نے جوانوں کو سائنس اور ٹیکنالوجی کے شعبے میں تعلیم دینے پر زور دیا۔ صرف سائنس اور ٹیکنالوجی کے ذریعے ہم مسائل اور مشکلات پر قابو پا سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے مستقبل کا دارومدار سائنس کی ترقی پر ہے۔ اسی سے ہماری زندگی خوشحال ہو سکتی ہے۔ ہمیں اچھے سائنس دان اور انجینیئر پیدا کرنے ہوں گے۔ ہمیں جدید علوم حاصل کر کے بین الاقوامی تقاضوں کو پورا کرنا ہوگا۔ سندھ مدرستہ الاسلام کالج 1943 میں قائم ہوا، اس کالج کا افتتاح قائداعظم نے کیا۔ اس موقع پر قائداعظم نے فرمایا مجھے مسرت ہے کہ میری مادر علمی سندھ مدرسہ وسیع ہو کر کالج بن چکی ہے۔ اس مدرسہ کو کمال حاصل ہے کہ کراچی میں مسلمانوں کا واحد ڈگری کالج تھا۔ آپ کی خواہش ہی تھی کہ 1953 میں اس میں شعبہ سائنس اور کامرس کا اضافہ کیا گیا۔ 1940 میں اسلامیہ کالج لاہور کے جلسہ تقسیم انعامات کے موقع پر قائداعظم نے فرمایا کہ قوم کی تمام امیدیں طلبہ سے وابستہ ہیں اپ قوم کے اصل معمار ہیں۔ اعلی تعلیم حاصل کرو اور بامقصد تعلیم حاصل کرو۔

اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور، انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور اور پنجاب یونیورسٹی میں یوم آزادی کے موقع پر پرچم کشائی کی تقریبات۔

وائس چانسلر بلوچستان یونیورسٹی جامعہ بلوچستان کے 85ویں اکیڈمک کونسل کے اجلاس کی صدارت کر رہے ہیں۔

انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد میں آئمہ اور خطباء کے تربیتی کورس کے شرکاء میں اسناد کی تقسیم۔

اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور میں میزان بینک لمیٹڈ کے تعاون سے منعقدہ ویبینار۔

سیکرٹری ہائیر ایجوکیشن غلام فرید کا گرلز کالجوں کی پرنسپلز کو بسیں حوالے کرنے کے موقع پر پرنسپلز کے ہمراہ گروپ فوٹو۔

فروغ علم اور تعلیمی سرگرمیوں سے آگاہی کے لئے ماہنامہ علمیت لاہور کے خریدار بنیں

سعودی سفیر نواف بن سعید المالکی انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی کو عطیہ کی گئی بسوں کا افتتاح کر رہے ہیں۔

چیئرمین سینٹ یوسف رضا گیلانی، سعودی سفیر نواف بن سعید المالکی سعودی عرب کے قومی دن کے موقع پر کیک کاٹ رہے ہیں۔

سعودی عرب اور پاکستان کے مابین دفاعی معاہدے کی خوشی میں ایچ ای سی اسلام آباد کی بلڈنگ میں چراغاں کا منظر۔

وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی پروفیسر ڈاکٹر محمد علی کی زیر صدارت محفل نعت۔

صوبائی وزیر تعلیم پنجاب رانا سکندر حیات سیلاب زدہ علاقے میں۔

صوبائی وزیر تعلیم پنجاب رانا سکندر حیات کالجوں کے پرنسپل شپ کے امیدواروں کا انٹرویو لے رہے ہیں۔